# فضائل و مسائل رمضان

افادات

متکلم اسلام
مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# فضائل ومسائل رمضان

افادات: متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

رمضان المبارک کے حوالے سے درج ذیل عنوانات پہ گفتگو ہو گی:

[1]: فضائل ومسائل روزہ

[2]: فضائل ومسائل اعتکاف

[3]: متفرقات

۱: شوال کے چھ روزے

۲: سجدہ تلاوت کے مسائل

۳: قضائے عمری

## [۱]: فضائل ومسائل روزہ

## ﴿فضائل روزہ﴾

[1]: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أُعْطِيَتْ أُمَّتِي خَمْسَ خِصَالٍ فِي رَمَضَانَ لَمْ تُعْطَهَا أُمَّةٌ قَبْلَهُمْ، خُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ، وَتَسْتَغْفِرُ لَهُمُ الْمَلَائِكَةُ حَتّٰى يُفْطِرُوا، وَيُزَيِّنُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ كُلَّ يَوْمٍ جَنَّتَهُ ثُمَّ يَقُولُ: يُوشِكُ عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ أَنْ يُلْقُوا عَنْهُمُ الْمَئُونَةَ وَالْأَذٰى وَيَصِيرُوا إِلَيْكِ، وَيُصَفَّدُ فِيهِ مَرَدَةُ الشَّيَاطِينِ فَلَا يَخْلُصُوا إِلٰى مَا كَانُوا يَخْلُصُونَ إِلَيْهِ فِي غَيْرِهِ، وَيُغْفَرُ لَهُمْ فِي آخِرِ لَيْلَةٍ. قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَهِيَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ؟ قَالَ: لَا! وَلٰكِنَّ الْعَامِلَ إِنَّمَا يُوَفّٰى أَجْرَهُ إِذَا قَضٰى عَمَلَهُ.

(مسند احمد: ج8 ص30 رقم الحدیث 7904)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت کو رمضان شریف میں پانچ چیزیں خاص طور پر دی گئیں ہیں جو پہلی امتوں کو نہیں دی گئیں۔ ۱... ان کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے، ۲... ان کے لئے فرشتے دعا کرتے رہتے ہیں حتیٰ کہ افطار کے وقت تک دعا کرتے ہیں، ۳... جنت ہر روز ان کے لیے سجادی جاتی ہے۔ پھر اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ عنقریب میرے نیک بندے مشقتیں اپنے اوپر سے ہٹا کر تیری طرف آئیں گے، ۴... اس مہینہ میں سرکش شیاطین قید کر دیے جاتے ہیں اور لوگ رمضان میں ان برائیوں کی طرف نہیں پہنچ سکتے جن کی طرف غیر رمضان میں جاسکتے ہیں، ۵... رمضان کی آخری رات میں روزہ داروں کی مغفرت کی جاتی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: کیا یہ شب قدر ہے؟ ارشاد فرمایا: نہیں، بلکہ دستور یہ ہے کہ مزدور کو مزدوری کام ختم ہونے کے وقت دی جاتی ہے۔

[2]: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: مَنْ أَفْطَرَ يَوْمًا فِي رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ رُخْصَةٍ رَخَّصَهَا اللهُ لَمْ يَقْضِ عَنْهُ صِيَامُ الدَّهْرِ.

(مسند احمد: ج9 ص346، رقم الحدیث 9870)

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جو شخص بغیر کسی شرعی عذر کے ایک دن رمضان کا روزہ چھوڑ دے اور پھر تمام عمر کے روزے بھی رکھے تو اس ایک روزے کا بدل نہیں ہو سکتا۔

[3]: قَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: الصَّوْمُ جُنَّةٌ مَا لَمْ يَخْرِقْهَا.

(سنن النسائی: رقم الحدیث 2232)

ترجمہ: حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: روزہ انسان کے لئے ڈھال ہے جب تک اس کو پھاڑ نہ ڈالے۔

فائدہ: ڈھال ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جیسے آدمی ڈھال سے اپنی حفاظت کرتا ہے اسی طرح روزہ سے بھی اپنے دشمن یعنی شیطان سے حفاظت ہوتی ہے اور روزہ پھاڑ ڈالنے کا مطلب یہ ہے کہ روزہ کی حالت میں جھوٹ، غیبت اور اس قسم کے ناجائز کام کیے جائیں۔ لہذا روزہ کے حقیقی فوائد اور ثمرات اس وقت حاصل ہوں گے جب انسان ان گناہ کی چیزوں اور لایعنی کاموں سے بچا رہے۔

[4]: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثَلَاثَةٌ لَا يُرَدُّ دُعَاؤُهُمْ؛ اَلْإِمَامُ الْعَادِلُ وَالصَّائِمُ حَتّٰى يُفْطِرَ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ يَرْفَعُهَا اللهُ فَوْقَ الْغَمَامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَفْتَحُ لَهَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ وَيَقُولُ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ بِعِزَّتِي لَأَنْصُرَنَّكَ وَلَوْ بَعْدَ حِينٍ.

(مسند احمد بن حنبل: ج9 ص298 رقم الحدیث 9703)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی؛ ایک روزہ دار کی جب وہ روزہ افطار کرتے وقت مانگتا ہے، دوسرے عادل بادشاہ کی، تیسرے مظلوم انسان کی جس کو اللہ تعالیٰ بادلوں سے اوپر اٹھا لیتے ہیں اور آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور ارشاد ہوتا ہے کہ (اے بندے!) میں تیری ضرور مدد کروں گا، گو (کسی مصلحت کی وجہ سے) کچھ دیر ہو جائے۔

[5]: عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُحْضُرُوا الْمِنْبَرَ فَحَضَرْنَا. فَلَمَّا ارْتَقٰى دَرَجَةً قَالَ: آمِينَ. فَلَمَّا ارْتَقَى الدَّرَجَةَ الثَّانِيَةَ قَالَ: آمِينَ. فَلَمَّا ارْتَقَى الدَّرَجَةَ الثَّالِثَةَ قَالَ: آمِينَ. فَلَمَّا فَرَغَ نَزَلَ مِنَ الْمِنْبَرِ قَالَ: فَقُلْنَا لَهُ يَا رَسُولَ اللهِ لَقَدْ سَمِعْنَا الْيَوْمَ مِنْكَ شَيْئًا لَمْ نَكُنْ نَسْمَعُهُ قَالَ: إِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَرَضَ لِي فَقَالَ: بَعُدَ مَنْ أَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ فَقُلْتُ: آمِينَ فَلَمَّا رَقِيتُ الثَّانِيَةَ قَالَ: بَعُدَ مَنْ ذُكِرْتَ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ فَقُلْتُ: آمِينَ. فَلَمَّا رَقِيتُ الثَّالِثَةَ قَالَ: بَعُدَ مَنْ أَدْرَكَ وَالِدَيْهِ الْكِبَرَ عِنْدَهُ أَوْ أَحَدَهُمَا. فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ - أَظُنُّهُ قَالَ - فَقُلْتُ: آمِينَ.

(شعب الایمان للبیہقی: ج2 ص214 رقم الحدیث 1471)

ترجمہ: حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ منبر کے قریب ہو جاؤ۔ ہم لوگ (قریب قریب) حاضر ہو گئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر کے پہلے زینہ پر قدم رکھا تو فرمایا: آمین۔ جب دوسرے زینہ پر قدم رکھا تو پھر فرمایا: آمین، جب تیسرے پر قدم رکھا تو پھر فرمایا: آمین۔ جب آپ علیہ السلام خطبہ سے فارغ ہو کر نیچے تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا کہ ہم نے آج آپ سے ایسی بات سنی ہے جو پہلے کبھی نہیں سنی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس وقت جبرئیل میرے پاس آئے تھے۔ جب میں نے پہلے درجہ پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا: ہلاک ہو جائے وہ شخص جس نے رمضان کا مبارک مہینہ پایا اور پھر بھی اس کی مغفرت نہیں ہوئی، میں نے کہا: آمین، پھر جب میں دوسرے زینے پر چڑھا تو انہوں نے کہا: ہلاک ہو جائے وہ شخص جس کے سامنے آپ کا ذکر مبارک ہو اور وہ درود نہ بھیجے، میں نے کہا: آمین، جب میں تیسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا: ہلاک ہو جائے وہ شخص جس کے سامنے اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کی حالت میں آئیں اور وہ اس کو جنت میں داخل نہ کرائیں، میں نے کہا: آمین۔

6: عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: ذَاكِرُ اللّٰهِ فِيْ رَمَضَانَ يُغْفَرُ لَهُ وَسَائِلُ اللّٰهِ فِيْهِ لَا يَخِيْبُ.

(شعب الایمان للبیہقی: ج3 ص311 رقم الحدیث 3355)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ”رمضان میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا بخشا جاتا ہے، اور اس مہینے میں اللہ تعالیٰ سے مانگنے والا بے مراد نہیں رہتا۔“

7: عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا أَوْ جَهَّزَ غَازِيًا فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ.

(السنن الکبریٰ للبیہقی: ج4 ص240 رقم الحدیث 8398)

ترجمہ: حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے روزہ دار کا روزہ اِفطار کرایا یا کسی غازی کو سامانِ جہاد دیا، اس کو بھی اتنا ہی اجر ملے گا۔“

# مسائل روزہ

## روزہ کے عمومی مسائل

**مسئلہ 1:** رمضان شریف کے روزے ہر مسلمان پر جو مجنون اور نابالغ نہ ہو فرض ہیں، جب تک کوئی عذر نہ ہو روزہ چھوڑنا درست نہیں اور اگر کوئی روزہ کی نذر مان لے تو روزہ فرض ہو جاتا ہے اور قضا اور کفارے کے روزے بھی فرض ہیں اور اس کے سوا اور سب روزے نفل ہیں، رکھے تو ثواب ہے اور نہ رکھے تو کوئی گناہ نہیں البتہ عیدین کے دن اور بقر عید سے بعد تین دن روزہ رکھنا حرام ہے۔

**مسئلہ 2:** طلوعِ فجر سے لے کر سورج غروب ہونے تک روزے کی نیت سے کھانا اور پینا چھوڑ دیں اور خاوند و بیوی ہمبستر بھی نہ ہوں شریعت میں اس کو ”روزہ“ کہتے ہیں۔

**مسئلہ 3:** زبان سے نیت کرنا اور کچھ کہنا ضروری نہیں ہے بلکہ جب دل میں یہ دھیان ہے کہ آج میرا روزہ ہے اور سارا دن کچھ کھایا نہ پیا نہ ہمبستر ہوا تو اس کا روزہ ہو گیا اور اگر کوئی زبان سے بھی کہہ دے کہ یا اللہ میں کل تیرا روزہ رکھوں گا یا عربی میں یہ کہہ دے کہ ”وبصوم غد نویت“ تو بھی کچھ حرج نہیں، یہ بھی بہتر ہے۔

**مسئلہ 4:** اگر کسی نے دن بھر نہ تو کچھ کھایا نہ پیا صبح سے شام تک بھوکا پیاسا رہا لیکن دل میں روزہ کا ارادہ نہ تھا بلکہ بھوک نہیں لگی یا کسی اور وجہ سے کچھ کھانے پینے کی نوبت نہیں آئی تو اس کا روزہ نہیں ہوا۔ اگر دل میں روزہ کا ارادہ کر لیتا تو روزہ ہو جاتا۔

**مسئلہ 5:** شریعت میں روزہ صبح صادق کے وقت سے شروع ہوتا ہے۔ اس لیے جب تک صبح صادق نہ ہو کھانا پینا وغیرہ سب کچھ جائز ہے۔ بعض لوگ سحری کھا کر نیت کی دعا پڑھ کر لیٹے رہتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اب نیت کر لینے کے بعد کچھ کھانا پینا نہیں چاہیے، یہ خیال غلط ہے جب تک صبح صادق نہ ہو کھا پی سکتے ہیں چاہے نیت کر چکے ہوں یا ابھی تک نہ کی ہو۔

**مسئلہ 6:** رمضان شریف کے روزے میں بس اتنی نیت کر لینا کافی ہے کہ آج میرا روزہ ہے یا رات کو اتنا سوچ لے کہ کل میرا روزہ ہے بس اتنی ہی نیت سے بھی رمضان کا روزہ ادا ہو جائے گا۔ اگر نیت میں خاص یہ بات نہ آئی ہو کہ رمضان کا روزہ ہے یا فرض روزہ ہے تب بھی روزہ ہو جائے گا۔

**مسئلہ 7:** روزے کی نیت کے متعلق تین باتیں سمجھیں:

☼ افضل یہ ہے کہ رمضان المبارک کے روزوں کی نیت صبح صادق سے پہلے پہلے کر لی جائے اگر صبح صادق سے پہلے رمضان شریف کا روزہ

رکھنے کا ارادہ نہیں تھا صبح صادق کے بعد ارادہ ہوا تو اگر کچھ کھایا پیا نہ ہو تو روزہ رکھنے کی نیت درست ہے۔ دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے تک رمضان کے روزے کی نیت کرسکتے ہیں۔

☼ قضا روزوں اور نذرِ غیر معین اور کفارے کے روزے کی نیت صبح صادق سے پہلے پہلے کرنا ضروری ہے۔ اس کے بعد نیت کی تو شرعاً معتبر نہ ہوگی۔

☼ نفل، نذرِ معین اور ادائے رمضان کے روزوں کی نیت صبح صادق سے پہلے نہ کی ہو تو دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے تک نیت کی جاسکتی ہے بشرطیکہ صبح صادق کے بعد کچھ کھایا پیا نہ ہو۔

**مسئلہ 8:** شعبان کی انتیسویں تاریخ کو اگر رمضان شریف کا چاند نکل آئے تو صبح کو روزہ رکھیں اور اگر نہ نکلے یا آسمان پر بادل ہوں اور چاند نہ دکھائی دے تو صبح کو جب تک یہ شبہ رہے کہ رمضان شروع ہوا یا نہیں، روزہ نہ رکھیں۔ بلکہ شعبان کے تیس دن پورے کر کے رمضان کے روزے شروع کریں۔

**مسئلہ 9:** انتیسویں تاریخ کو (بادل یا گرد کی وجہ سے رمضان شریف کا چاند نہیں دکھائی دیا تو صبح کو نفلی روزہ بھی نہ رکھیں ہاں اگر ایسا اتفاق ہو جائے کہ ہمیشہ پیر اور جمعرات یا کسی اور مقرر دن کا روزہ رکھتا تھا اور کل وہی دن ہے تو نفل کی نیت سے صبح کو روزہ رکھ لینا بہتر ہے پھر اگر کہیں سے چاند کی خبر آگئی تو اسی نفل روزے سے رمضان کا فرض ادا ہو گیا اب اس کی قضا نہ رکھیں۔

## ﴾جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا﴿

- بھول کر کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ ایک سے زائد بار بھی بھول کر کھا پی لیں تب بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔
- ایک شخص کو بھول کر کچھ کھاتے پیتے دیکھا تو اگر وہ اس قدر طاقت ور ہے کہ روزہ سے زیادہ تکلیف نہیں ہوتی تو روزہ یاد دلا دینا واجب ہے اور اگر کوئی طاقت نہ رکھتا ہو کہ روزہ سے تکلیف ہوتی ہے تو اس کو یاد نہ دلائیں، کھانے دیں۔
- تھوک نگلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا خواہ جتنا بھی ہو۔
- اگر پان کھا کر خوب کلی، غرارہ کر کے منہ صاف کر لیا لیکن تھوک کی سرخی ختم نہیں ہوئی تو کوئی حرج نہیں، روزہ صحیح ہے۔
- ناک کو اتنے زور سے سُڑک لیا کہ حلق میں چلی گئی تو روزہ نہیں ٹوٹا اسی طرح منہ کی رال سُڑک کر نگل جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔
- خون تھوک سے کم ہو اور خون کا مزہ حلق میں معلوم نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔
- اگر زبان سے کوئی چیز چکھ کر تھوک دی تو روزہ نہیں ٹوٹا لیکن خواہ مخواہ ایسا کرنا مکروہ ہے۔ اگر کسی کا شوہر بد مزاج ہو اور یہ ڈر ہو کہ اگر سالن میں نمک وغیرہ درست نہ ہوا تو غصہ ہو گا، اس کو نمک چکھ لینے کی گنجائش ہے۔
- کسی چیز کو اپنے منہ سے چبا کر چھوٹے بچے کو کھلانا مکروہ ہے البتہ اگر اس کی شدید ضرورت پڑے اور مجبوری وناچاری ہو جائے تو گنجائش ہے۔
- مسواک سے دانت صاف کرنا درست ہے خواہ سوکھی مسواک ہو یا تازہ۔ مسواک کا ذائقہ منہ میں محسوس ہو تب بھی مکروہ نہیں۔
- میک اپ کرنے، کریم، لوشن لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔
- لپ اسٹک لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن اس کا خیال رہے کہ منہ کے اندر نہ جائے۔
- روزہ دار کو احتلام ہو جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔
- استحاضہ ایک بیماری ہے، اس میں نماز پڑھنا ہوتی ہے اسی طرح استحاضہ کی حالت میں روزہ بھی رکھنا ہوتا ہے۔ دوران روزہ اگر استحاضہ کا خون آجائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

- اگر پاخانے کے مقام کے ارد گرد بیرونی اطراف میں دوا لگائی جائے اور وہ اندر نہ جائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔
- بام لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ لیکن ناک کے اندر نہ لگائیں۔
- پھول یا کوئی بھی خوشبو سونگھنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔
- روزے کی حالت میں گیلے کپڑے کو سر یا جسم پر لپیٹنا جائز ہے۔
- ناک، منہ، کان یا کسی زخم سے یا بواسیر کا خون نکلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔
- روزے کی حالت میں خلال کرنا درست ہے لیکن یہ ذہن میں رکھیں کہ خلال کا دھاگہ فلیورڈ نہ ہو۔ فلیورڈ دھاگے سے خلال کرنا مکروہ ہے۔
- روزے کی حالت میں تیراکی کرنا جائز ہے۔ یہ خیال رہے کہ ناک یا منہ کے ذریعے پانی اندر نہ جائے اگر پانی اندر گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا لازم ہو گی۔
- روزے کی حالت میں غیر ضروری بال صاف کرنا جائز ہے اس سے روزہ پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔

## روزہ ٹوٹ جاتا ہے صرف قضاء لازم ہے، کفارہ نہیں

☼ کسی نے زبردستی روزہ دار کے منہ میں کوئی چیز ڈال دی اور وہ حلق میں اتر گئی تو روزہ فاسد ہو گیا۔ قضا واجب ہو گی۔

☼ روزہ یاد تھا اور کلی کرتے وقت بغیر ارادے کے پانی حلق میں اتر گیا۔

☼ خود بخود قے آنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا خواہ تھوڑی سی قے ہو یا زیادہ۔ البتہ جان بوجھ کر قے کی اور منہ بھر کے تھی تو روزہ ٹوٹ گیا، اور اس سے تھوڑی ہو تو نہیں ٹوٹا۔

☼ تھوڑی سی قے آئی پھر خود بخود حلق میں واپس چلی گئی تو روزہ نہیں ٹوٹا البتہ اگر قے کو قصداً لوٹا لیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔

☼ اگر کسی کو قے آ گئی اور وہ یہ سمجھا کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا، اس گمان پر پھر قصداً کھا لیا اور روزہ توڑ دیا تو بھی قضا واجب ہے کفارہ واجب نہیں۔

☼ دانتوں میں رہی ہوئی چیز کو زبان سے نکال کر نگل لیا جب کہ وہ چنے کے دانے کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تو روزہ ٹوٹ گیا، اس سے کم ہو تو نہیں ٹوٹا۔ اگر منہ سے نکال کر پھر نگل گیا تو چاہے چنے سے کم ہو یا زیادہ روزہ ٹوٹ جائے گا۔

☼ دانتوں میں سے نکلا ہوا خون نگل گیا جب کہ خون تھوک سے زیادہ ہو تو صرف قضا واجب ہے۔

☼ کسی نے بھولے سے کچھ کھا پی لیا، پھر یہ سمجھا کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا اس وجہ سے پھر جان بوجھ کر کچھ کھایا تو روزہ ٹوٹ گیا، قضا واجب ہے، کفارہ واجب نہیں۔

☼ یہ سمجھ کر کہ ابھی صبح صادق یعنی اذانِ فجر کا وقت نہیں ہوا، سحری کھالی، پھر معلوم ہوا کہ صبح صادق کے بعد کھایا پیا تھا۔ صرف قضا لازم ہے۔

☼ بادل یا غبار کی وجہ سے یہ سمجھ کر کہ سورج غروب ہو چکا ہے روزہ افطار کر لیا بعد میں معلوم ہوا کہ ابھی دن باقی تھا۔ اسی طرح گھڑی پر وقت غلط ہونے یا کسی کے غلطی سے وقت سے پہلے اذان دینے کی وجہ سے وقت سے پہلے روزہ افطار کر لیا تو بھی قضا لازم ہو گی۔

☼ رمضان المبارک کے علاوہ اور دنوں میں کوئی روزہ جان بوجھ کر توڑ دیا۔

☼ روزہ کی حالت میں ٹوتھ پیسٹ یا منجن سے دانت صاف کرنا مکروہ ہے اور اگر اس میں سے کچھ حلق میں اتر جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا، قضا لازم ہو گی۔

☼ بیوی کا بوسہ لینے یا ساتھ لیٹنے کی وجہ سے انزال ہو گیا تو روزے کی صرف قضا واجب ہے۔

- ☼ روزہ پورا کرنے کی صورت میں مرض کی شدت یامدت مرض میں اضافے کا پورا یقین ہو تو روزہ توڑنا جائز ہے اور صرف قضا واجب ہے۔
- ☼ حلق کے اندر مکھی چلی گئی یا خود بخود دھواں چلا گیا یا گرد و غبار چلا گیا تو روزہ نہیں ٹوٹا البتہ اگر جان بوجھ کر ایسا کیا تو روزہ ٹوٹ گیا، قضا لازم ہے۔
- ☼ لوبان، عُود وغیرہ کو سُلگا کر اس کو اپنے پاس رکھ کر سونگھا تو روزہ ٹوٹ گیا، قضا کرنا ہوگی۔
- ☼ کسی نے کنکری یا لوہے کا ٹکڑا وغیرہ کوئی ایسی چیز کھالی جس کو بطورِ غذا نہیں کھایا کرتے اور نہ اس کو کوئی بطور دوا کھاتا ہے تو اس کا روزہ ٹوٹ گیا، لیکن اس پر کفارہ واجب نہیں صرف قضا لازم ہوگی۔
- ☼ روزے کے توڑنے سے کفارہ تب ہی لازم آتا ہے جب رمضان المبارک میں روزہ توڑ ڈالے، رمضان کے علاوہ روزے کے توڑنے سے کفارہ واجب نہیں ہوتا خواہ جس طرح توڑے اگرچہ وہ روزہ رمضان کی قضا ہی کیوں نہ ہو۔
- ☼ پاخانے کی جگہ میں اندر کی طرف کوئی تر چیز یا دوائی لگائی جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ قضا لازم ہوگی۔
- ☼ مشت زنی کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، قضا لازم ہوتی ہے۔

## قضاء و کفارہ دونوں واجب ہیں

- ◆ ایسی چیز جو غذا یا دوا کے طور پر استعمال کی جاتی ہے جان بوجھ کر کھاپی لی تو اس صورت میں قضا اور کفارہ دونوں واجب ہیں۔
- ◆ جان بوجھ کر روزہ کی حالت میں ہمبستری کرلی۔
- ◆ سرمہ لگایا اور یہ سمجھا کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر جان بوجھ کر کھاپی لیا۔
- ◆ مسواک کی اور یہ سمجھا کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر جان بوجھ کر کھاپی لیا۔
- ◆ غیبت کی اور یہ سمجھا کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر جان بوجھ کر کھاپی لیا۔
- ◆ اگر کوئی مرد بیوی کو ہمبستری پر مجبور کرے اور بیوی راضی نہ ہو تو مرد پر قضا و کفارہ دونوں واجب ہیں اور عورت پر صرف قضا لازم ہے۔ اگر ابتدا میں عورت راضی نہ ہو اور دخول کے بعد راضی ہو جائے تب بھی عورت پر صرف قضا ہوگی، کفارہ نہیں۔
- ◆ عورت نے یہ سوچ کر کہ آج مجھے حیض آئے گا روزہ توڑ دیا پھر حیض نہیں آیا تو قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں۔
- ◆ روزے کی حالت میں حقہ یا سگریٹ پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں۔
- ◆ روزہ کی حالت میں بھول کر کچھ کھاپی رہے ہوں، تو جونہی روزہ یاد آئے یا کوئی یاد کروائے تو منہ میں موجود کھانے کو فوراً پھینک دیں۔ اگر یاد آنے یا یاد کروائے جانے کے بعد منہ میں موجود کھانا کھائیں گے تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا اور کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔

### رمضان کے روزے کے کفارہ کے متعلق چند مسائل:

**[1]:** رمضان کا روزہ توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ ساٹھ روزے مسلسل رکھے۔ اگر درمیان میں ناغہ ہوا تو دوبارہ شروع سے ساٹھ روزے رکھنے ہوں گے، البتہ عورت حیض کے دنوں میں روزے نہیں رکھے گی۔ حیض ختم ہونے کے فوراً بعد پھر سے شروع کر کے ساٹھ روزے پورے کرے۔ حیض کی وجہ سے عورت کا تسلسل ختم نہیں ہوگا۔

**[2]:** اگر کوئی شخص بیماری یا کمزوری کی وجہ سے اتنے روزوں کی طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ ساٹھ مسکینوں کو پیٹ بھر کر دو وقت کا کھانا کھلائے۔

**[3]:** ساٹھ مسکینوں کو پیٹ بھر کر دو وقت کا کھانا کھلانے میں ضروری ہے کہ جس مسکین کو ایک وقت کا کھانا کھلایا ہے دوسرے وقت میں بھی اسی مسکین کو کھلائے تب ایک روزے کا حساب شمار ہوگا۔ اگر کسی نے ایک وقت کا کھانا ایک مسکین کو اور دوسرے وقت کا کھانا دوسرے مسکین کو

کھلایا تو یہ کافی نہ ہو گا۔

[4]: کفارے کا کھانا کھلانے میں جس طرح ساٹھ مسکینوں کو دو وقت پیٹ بھر کر کھلانا جائز ہے اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ کھانا کھلانے کے بجائے ہر مسکین کو ایک صدقہ فطر کی مقدار (پونے دو کلو گندم) کے برابر غلہ یا نقدی رقم دے دے، یوں ایک صدقہ فطر کی مقدار ایک مسکین کو دو وقت کا کھانا کھلانے کے قائم مقام ہو جائے گی۔

[5]: غلہ یا نقدی رقم ایک مسکین کو بھی دی جا سکتی ہے اور ایک سے زائد کو بھی۔ ایک مسکین کو دینا ہو تو ضروری ہے کہ اسے ہر روز ایک صدقہ فطر کے حساب سے ساٹھ روز تک دیا جائے۔ اگر کسی نے ساٹھ دن کا حساب لگا کر ایک مسکین کو ایک ہی دن میں یکمشت دے دیا تو وہ ایک ہی مسکین کے اعتبار سے ادا ہو گا۔ اگر کئی مساکین کو ایک دن میں دینا ہو تو بھی ہر مسکین کو ایک صدقہ فطر کی مقدار سے زائد نہ دیا جائے۔

[6]: اسی طرح اگر کسی نے ایک ہی دن میں ایک سو بیس افراد کو ایک ہی وقت کا کھانا کھلا دیا تو وہ یوں سمجھا جائے گا کہ گویا اس نے ساٹھ مسکینوں کو ایک وقت کا کھانا کھلایا ہے۔ لہٰذا انہی میں سے کوئی سے ساٹھ افراد کو ہی ایک اور وقت کا کھانا کھلانا پڑے گا تب کفارہ ادا ہو گا۔

[7]: کسی مسکین کو ایک صدقہ فطر سے کم مقدار دینا جائز نہیں بلکہ ایک مکمل صدقہ فطر کی مقدار دی جائے۔

[8]: اگر کسی کے پاس ساٹھ روزے رکھنے کی طاقت نہ ہو اور تنگ دستی کی وجہ سے ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے کی قدرت بھی نہ ہو تو یہ شخص مال آنے کا انتظار کرے اور مال ملنے پر مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ جب تک مال نہیں ملتا اس وقت تک توبہ و استغفار کرے۔

## ﴿مسافر، مریض اور حاملہ کا روزہ﴾

☼ مسافر کو سفر کی حالت میں روزہ نہ رکھنا جائز ہے لیکن یہ اس وقت ہے جب وہ سحری کے وقت حالتِ سفر میں ہو۔ اگر دن میں سفر کا ارادہ ہو اور سحری کے وقت مقیم ہو تو روزہ رکھنا لازمی ہے۔

☼ اگر سفر مشقت والا نہ ہو تو کوشش کریں کہ روزہ نہ چھوڑیں۔ رمضان کی فضیلت غیر رمضان میں نہیں مل سکتی۔

☼ اگر روزہ رکھنے سے مرض میں شدت کا خدشہ ہو تو روزہ چھوڑ دینا درست ہے۔ صحت یاب ہونے پر قضا کر لیں۔ جتنے روزے چھوڑے ہیں، اتنے ہی رکھنے پڑیں گے۔

☼ روزے کی حالت میں بیمار ہو جائیں یا حادثہ میں زخمی ہو جائیں تو روزہ توڑ دینا جائز بلکہ بہتر ہے۔ بعد میں قضا کر لیں، گناہ نہیں ہو گا۔

☼ حاملہ عورت کے روزہ رکھنے سے اگر خود اسے یا بچے کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو روزہ نہ رکھے، بعد میں قضا کر لے۔

☼ بچے کو دودھ پلانے والی عورت اگر روزہ رکھے اور دودھ کی کمی کی وجہ سے بچے کو نقصان کا اندیشہ ہو تو بھی روزہ نہ رکھے، بعد میں قضا کر لے۔

## ﴿فدیہ کے مسائل﴾

ایسا مسلمان مرد یا عورت جو بڑھاپے یا کسی مستقل بیماری کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتا ہو اور یہ عذر دائمی ہو تو اس صورت میں ہر روزہ کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلانا "فدیہ" کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ﴾

(سورۃ البقرۃ:184)

ترجمہ: اور جنہیں روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو ان کے ذمے ایک مسکین کے کھانے کا بدلہ ہے، پھر جو کوئی اپنی خوشی سے زیادہ نیکی کرے تو وہ اس کے

لیے بہتر ہے۔

فدیہ کے چند مسائل یہ ہیں:

1: روزہ رکھنے کی طاقت کے باوجود فدیہ دینا اور روزہ چھوڑنا جائز نہیں۔

2: ایک روزے کا فدیہ ایک صدقۃ الفطر کے برابر ہے یعنی ہر روزے کے بدلے میں (۱).... کھجور ساڑھے تین کلو یا (۲).... جَو ساڑھے تین کلو یا (۳).... کشمش ساڑھے تین کلو یا (۴).... گندم دو کلو

3: فدیہ میں مذکورہ چاروں اجناس بھی دی جاسکتی ہیں اور ان کی قیمت بھی دی جاسکتی ہے۔

4: تیس روزوں کا فدیہ ایک شخص کو بھی دیا جاسکتا ہے اور کئی اشخاص کو بھی البتہ افضل یہی ہے کہ کئی روزوں کا فدیہ ایک شخص کو نہ دے۔

5: روزے کے فدیہ کا مصرف وہی لوگ ہیں جو زکوۃ کا مصرف ہیں۔

6: فدیہ ادا کرنے کے بعد روزے رکھنے پر قدرت حاصل ہو گئی تو اس شخص کے لیے اب روزے رکھنا واجب ہے، ادا کیا ہوا فدیہ نفلی صدقہ بن جائے گا۔

7: کسی شخص کے پاس فدیہ دینے کے لیے مذکورہ اجناس یا رقم موجود نہیں تو اس پر لازم ہے کہ رقم آنے کا انتظار کرے۔ جب رقم میسر ہو تو فدیہ ادا کرے۔ اس دوران توبہ واستغفار کرتا رہے۔

## روزہ کے متعلق چند جدید مسائل

### 1: خون دینا

روزے کے دوران اگر کسی مریض کو خون دینے کی ضرورت ہے تو خون دینا جائز ہے اس سے روزہ فاسد نہیں ہو گا۔ البتہ اتنا خون دینا جس سے کمزوری آجائے اور روزہ پورا کرنا مشکل ہو جائے، مکروہ ہے۔

### 2: خون لگوانا

اگر روزے کے دوران خون لگوانے کی ضرورت ہو تو خون لگوا سکتے ہیں روزہ فاسد نہیں ہو گا۔

### 3: سیمپل دینا

روزے کی حالت میں ٹیسٹ کروانے کے لیے خون کا نمونہ یعنی سیمپل دینا جائز ہے۔

### 4: انجکشن لگوانا

روزے میں انجکشن لگوانا جائز ہے روزہ فاسد نہیں ہو گا۔ انجکشن پٹھے (Muscle) میں بھی لگوا سکتے ہیں اور اور رگ (Vain) میں بھی۔

### 5: طاقت کے لیے انجکشن

انجکشن خواہ کسی مرض کے لیے ہو یا طاقت کے لیے؛ روزہ فاسد نہ ہو گا۔ البتہ بلا ضرورت روزے کا احساس نہ ہونے اور محض طاقت حاصل کرنے کے لیے اگر طاقت کا انجکشن لگوایا تو یہ مکروہ ہے اور روزے کے اجر میں کمی واقع ہو جائے گی۔

### 6: ڈرپ

مریض روزے کی حالت میں ڈرپ لگوا سکتا ہے۔ اور اس میں مختلف قسم کے انجکشن بھی ڈالے جاسکتے ہیں۔ لیکن بلا ضرورت صرف کمزوری دور کرنے اور طاقت حاصل کرنے کے لیے ڈرپ لگانا مکروہ ہے۔

## 7:روزہ میں انہیلر استعمال کرنا

سانس کی تکلیف اور دمہ کے مریض کے لیے روزے کے دوران انہیلر کے استعمال سے روزہ فاسد ہو جائے گا کیونکہ اس میں دوائی ہوتی ہے جو پمپ کرنے کی صورت میں حلق کے اندر جاتی ہے۔ دوائی اندر جانے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے اور قضالازم ہوتی ہے۔ اس لیے ایسے افراد جب تک ممکن ہو انہیلر کے استعمال کے بغیر روزہ رکھیں اور جب نہ رکھ سکیں تو بعد میں فوت شدہ روزوں کی قضا کریں۔

## 8:کرونا کا ٹیسٹ اور کرونا ویکسین

کرونا کا ٹیسٹ کروانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اسی طرح کرونا ویکسین جو انجکشن کے ذریعے لگائی جاتی ہے، اس سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔

## 9:انیما کروانا

انیما کروانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ قضالازم ہوتی ہے۔

## 10:روزہ کی حالت میں آکسیجن لینا

روزہ کی حالت میں اگر صرف آکسیجن لی جائے اور اس کے ساتھ کوئی اور دوا شامل نہ ہو تو روزہ فاسد نہیں ہو گا۔ ہاں اگر اس کے ساتھ دوا کے اجزا بھی شامل ہیں تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

## 11:نسوار منہ میں رکھنا

نسوار منہ میں رکھنا عملاً کھانے کے حکم میں ہے۔ جس طرح بدن کو تقویت دینے والی غذا سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اسی طرح وہ چیز جو روزہ دار کے لیے نفع، تسکین اور لذت کا باعث ہو اور طبیعت کا اس کی طرف میلان پایا جاتا ہو تو وہ بھی غذا کا حکم رکھتی ہے۔ لہذا اگر نسوار کے اجزاء لعاب کے ساتھ پیٹ میں جائیں تو روزے کا ٹوٹنا یقینی ہے اور اگر بالفرض اس کے ذرات پیٹ میں نہ بھی جائیں تب بھی اس کا مروجہ طریقے سے استعمال چونکہ روزہ دار کی تسکین اور اس کی طبیعت کے میلان کا باعث ہے اس لیے اس سے روزے کا ٹوٹ جانا یقینی ہے۔

## 12:دور جدید میں سفر کی وجہ سے روزوں میں کمی زیادتی کا حکم

رمضان المبارک شروع ہوا اور ایک شخص نے ایک ملک میں کچھ روزے رکھے اور دوسرے ملک کے سفر پر روانہ ہوا۔ دوسرے ملک اور پہلے ملک میں روزوں کی تعداد کا فرق ہونے کی صورت میں درج ذیل احکام ہوں گے:

1: پہلے ملک میں روزے پہلے شروع ہوئے اور دوسرے ملک میں ایک یا دو دن کی تاخیر سے شروع ہوئے۔ اس شخص نے کچھ روزے پہلے ملک میں رکھے اور دوسرے ملک میں گیا۔ وہاں اس کے تیس روزے مکمل ہوئے لیکن دوسرے ملک کے ایک یا دو روزہ ابھی باقی تھے۔ تو یہ شخص دوسرے ملک میں ایک یا دو روزے رکھے گا اور اسی ملک کے مطابق عید الفطر ادا کرے گا۔ یہ زائد روزے اس کے نفلی شمار ہوں گے۔

2: پہلے ملک میں روزے تاخیر سے شروع ہوئے اور دوسرے ملک میں ایک یا دو دن پہلے شروع ہوئے۔ اس شخص نے کچھ روزے پہلے ملک میں رکھے اور دوسرے ملک میں چلا گیا۔ دوسرے ملک میں اس کے روزے ابھی اٹھائیس یا انیتس ہوئے تھے کہ اس ملک کی عید الفطر ہو گئی۔ اب یہ شخص اس ملک کے مطابق عید الفطر ادا کرے گا اور بقیہ روزوں کی قضاء کرے گا۔ قضاء کا طریقہ یہ ہو گا کہ دوسرے ملک میں رمضان جتنے دنوں کا تھا اسی کا اعتبار ہو گا۔ اگر دوسرے ملک کے روزے تیس ہوئے ہوں تو اس شخص کے روزے اٹھائیس ہونے کی صورت میں دو روزوں کی قضاء کرے، اگر اس کے انیتس روزے ہوئے ہوں تو ایک روزے کی قضاء کرے۔

# ﴿چند شبہات کا جائزہ﴾

## دورانِ اذان کھاتے پیتے رہنا:

**شبہ:**

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اذان کے دوران کھانے پینے میں کوئی حرج نہیں اور دلیل میں یہ روایت پیش کرتے ہیں:

إِذَا سَمِعَ أَحَدُكُمُ النِّدَاءَ وَالْإِنَاءُ عَلَى يَدِهِ فَلَا يَضَعْهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ مِنْهُ.

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم: رقم الحدیث 1552)

ترجمہ: اگر کوئی شخص اذان کی آواز سنے اور کھانے کا برتن اس کے ہاتھ میں ہو تو اسے چاہیے کہ برتن نہ رکھے یہاں تک کہ اپنی ضرورت پوری کر لے (یعنی کچھ کھانا کھالے)

**ازالہ:**

قرآن کریم نے روزے دار کے لیے سحری کے کھانے پینے کی حد ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے:

﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ﴾

(سورۃ البقرۃ:187)

ترجمہ: تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ صبح کا سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے نمایاں ہو جائے۔

اس آیت کا صاف صاف مطلب یہ ہے کہ صبح صادق کے بعد کھانا پینا روزے کو باطل کر دیتا ہے۔ جہاں تک مذکورہ روایت کا تعلق ہے تو اس کو سمجھنے کے لیے صحیح مسلم کی یہ روایت ملاحظہ ہو:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُؤَذِّنَانِ بِلَالٌ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ الْأَعْمٰى، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ، فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يُؤَذِّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ.

(صحیح مسلم: رقم الحدیث 1092)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو مؤذن تھے؛ حضرت بلال اور حضرت عبد اللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو نابینا تھے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلال رضی اللہ عنہ تو رات کے وقت ہی اذان دے دیتے ہیں لہذا تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اذان دیں۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے ہوتی تھی اور حضرت عبد اللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ سحری کا وقت ختم ہونے پر اذان دیتے تھے۔ تو مذکورہ روایت حضرت بلال رضی اللہ کی اذان سے متعلق ہے کہ وہ سحری کا وقت ختم ہونے سے پہلے تہجد کے لیے اذان دیا کرتے تھے۔ چونکہ حضرت اور حضرت عبد اللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ نمازِ فجر کا وقت کا شروع ہونے پر اذان دیتے تھے اس لیے ان کی اذان کے وقت کھانے پینے کی ممانعت کر دی گئی۔

**نوٹ:** عام طور پر ہمارے ہاں تمام موذنین طلوع فجر کے بعد اذان دیتے ہیں۔ لہذا اذان شروع ہوتے ہی کھانا پینا بند کر دینا لازمی ہے۔ اذان شروع ہو جانے کے بعد اگر کوئی کھاتا پیتا رہے تو اس کا روزہ نہیں ہو گا۔ یہ بات ذہن میں رکھیں کہ سحری ختم ہونے کا معیار؛ وقت ہے، اذان نہیں۔

## روزے کی نیت اور دعا

روزہ رکھنے کے لیے دل میں روزے کی نیت کرنا کافی ہے، زبان سے مخصوص الفاظ ادا کرنا ضروری نہیں۔ ہاں ایسے الفاظ جن سے روزہ

رکھنا اور نیت کا اظہار کرنا سمجھا جا رہا ہو تو ایسے الفاظ کہنا مستحب اور بہتر ضرور ہے، مخصوص الفاظ لازمی نہیں۔

حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی (ت 1362ھ) لکھتے ہیں:

"اگر کوئی زبان سے کہہ دے کہ یااللہ میں تیرا کل روزہ رکھوں گی یا عربی میں کہہ دے "بصوم غدنویت" تو اس میں کچھ حرج نہیں، یہ بھی بہتر ہے۔"

(بہشتی زیور: حصہ سوم، روزے کا بیان مسئلہ نمبر 3)

**شبہ نمبر 1:**

"وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ" کے الفاظ کہہ کر نیت کرنا بدعت ہے۔

**ازالہ:**

روزہ کی نیت اصل میں دل کے ارادہ کا نام ہے۔ اس ارادہ کا اظہار زبان سے کرنا خود احادیث سے ثابت ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ: يَا عَائِشَةُ! هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ؟ قَالَتْ: فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا عِنْدَنَا شَيْءٌ. قَالَ: "فَإِنِّي صَائِمٌ"

(صحیح مسلم: رقم الحدیث 1154)

ترجمہ: ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ مجھ سے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا آپ کے پاس (کھانے کی) کوئی چیز ہے؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارے پاس تو کچھ نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو پھر میرا روزہ ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ عَلَيَّ قَالَ: "هَلْ عِنْدَكُمْ طَعَامٌ؟". فَإِذَا قُلْنَا: لَا، قَالَ: "إِنِّي صَائِمٌ".

(سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 2457)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب میرے پاس تشریف لاتے تو پوچھتے: کیا آپ کے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟ جب میں عرض کرتی کہ کچھ نہیں! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ (پھر) میرا روزہ ہے۔

امام محمد بن اسماعیل البخاری (ت 256ھ) اپنی کتاب میں یہ تعلیقات لائے ہیں:

وَقَالَتْ أُمُّ الدَّرْدَاءِ: كَانَ أَبُو الدَّرْدَاءِ يَقُولُ: عِنْدَكُمْ طَعَامٌ؟ فَإِنْ قُلْنَا: لَا! قَالَ: فَإِنِّي صَائِمٌ يَوْمِي هٰذَا. وَفَعَلَهُ أَبُو طَلْحَةَ وَأَبُو هُرَيْرَةَ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَحُذَيْفَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ.

(صحیح البخاری: باب إذا نوى بالنهار صوما باب 21)

ترجمہ: حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابولدرداء (ہم سے) پوچھا کرتے: کیا آپ کے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟ اگر ہم یہ جواب دیتے کہ ہمارے پاس تو کچھ نہیں تو وہ کہتے کہ پھر تو آج کے دن میرا روزہ ہے۔ یہ کام حضرت ابو طلحہ، حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابن عباس اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہم بھی فرماتے تھے۔

ان روایات میں روزہ کی نیت کا اظہار مختلف الفاظ سے کیا گیا ہے۔ اس کی روشنی میں ہم یہ موقف رکھتے ہیں کہ دل میں روزے کی نیت کرنا کافی ہے۔ الفاظ چونکہ مختلف منقول ہیں اس لیے الفاظ کی پابندی ضروری نہیں بلکہ جن الفاظ سے اس نیت کا اظہار ہو سکے انہیں کہنا جائز ہے۔ اس لیے "وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ" کہہ دیا جائے یا "إِنِّي صَائِمٌ" کہہ دیا جائے یا اپنی زبان میں کہہ دیا جائے کہ "آج میرا روزہ ہے" یا محض دلی ارادہ پر اکتفاء کیا جائے بہتر صورت جائز ہے۔ جب الفاظ میں وسعت ہے تو "وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ" کے الفاظ

(جنہیں ہم لازم نہیں سمجھتے) پر اشکال کرنا خود قابلِ اشکال ہے۔

**شبہ نمبر2:**

"وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ" کے الفاظ میں "غد" کا معنی ہے "کل" حالانکہ روزہ تو آج کا ہے اور نیت کل کے روزے کی ہو رہی ہے۔ اس لیے ترکیبی اعتبار سے یہ الفاظ درست نہیں!

**ازالہ:**

لفظ "غد" کے دو معنی ہیں:

1: کل کا مخصوص دن

علامہ سید ابو الثناء محمود آلوسی آفندی بغدادی الحنفی (ت1270ھ) اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿أَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَرْتَعْ وَيَلْعَبْ﴾ (سورۃ یوسف:12) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

وهو يطلق على اليوم الذى يلى يومك وعلى الزمن المستقبل مطلقا.

(تفسیر روح المعانی: ج12 ص193)

ترجمہ: لفظ "غد" کا اطلاق ایک دن سے اگلے آنے والے دن پر بھی ہوتا ہے اور مطلق زمانہ مستقبل پر بھی ہوتا ہے۔

2: مطلق زمان مستقبل

علامہ آلوسی رحمہ اللہ؛ اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا﴾ (سورۃ لقمان:34) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

ماذا تكسب غدا أى فى الزمان المستقبل من خير أو شر.

(تفسیر روح المعانی: ج21 ص109)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا﴾ کہ بندے کو معلوم نہیں کہ وہ کل کیا کام کرے گا، کا معنی یہ ہے کہ بندہ زمانہ مستقبل میں کیا اچھا اور برا کام کرے گا اس کا بندے کو علم نہیں۔

"وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ" میں لفظ "غد" کا دوسرا معنی "زمان مستقبل مطلق" مراد ہے۔ گویا روزہ رکھنے والا کہہ رہا ہے کہ زمانے مستقبل میں جو زمانہ روزے کا ہے یعنی طلوعِ صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کا وقت، میں اس وقت میں روزہ رکھنے کی نیت کرتا ہوں۔ فلا اشکال۔

# [۲]: فضائل ومسائلِ اعتکاف

## ﴿فضائلِ اعتکاف﴾

[1]: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللهُ ثُمَّ اعْتَكَفَ أَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهِ.

(صحیح البخاری: رقم الحدیث2026)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دے دی۔ پھر آپ کے بعد آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اعتکاف فرماتی رہیں۔

[2]: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ... مَنِ اعْتَكَفَ يَوْمًا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللهِ تَعَالٰى جَعَلَ اللهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ ثَلَاثَ خَنَادِقَ كُلُّ خَنْدَقٍ أَبْعَدُ مِمَّا بَيْنَ الْخَافِقَيْنِ.

(المعجم الاوسط للطبرانی: ج5 ص279 رقم الحدیث 7326)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ کی رضا کیلیے ایک دن کا اعتکاف کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقوں کو آڑ بنا دیں گے، ایک خندق کی مسافت آسمان وزمین کی درمیانی مسافت سے بھی زیادہ چوڑی ہے۔

فائدہ: سبحان اللہ! ایک دن کے اعتکاف کی یہ فضیلت ہے تو رمضان المبارک کے آخری عشرہ کے اعتکاف کی کیا فضیلت ہو گی؟ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو رمضان کی مبارک گھڑیوں میں اعتکاف کرتے ہیں اور مذکورہ فضیلت کے مستحق قرار پاتے ہیں۔

[3]: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فِي الْمُعْتَكِفِ هُوَ يَعْكِفُ الذُّنُوبَ. وَيَجْرِي لَهُ مِنَ الْحَسَنَاتِ كَعَامِلِ الْحَسَنَاتِ كُلِّهَا.

(سنن ابن ماجۃ: رقم الحدیث 1781)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اعتکاف کرنے والا گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اور اس کی تمام نیکیاں اسی طرح لکھی جاتی رہتی ہیں جیسے وہ ان کو خود کرتا رہا ہو۔

فائدہ: اس حدیث میں اعتکاف کے فوائد میں سے دو بیان کیے گئے ہیں:

۱: معتکف جتنے دن اعتکاف کرے گا اتنے دن گناہوں سے بچا رہے گا۔

۲: جو نیکیاں وہ باہر کرتا تھا مثلاً مریض کی عیادت، جنازہ میں شرکت، غرباء کی امداد، علماء کی مجالس میں حاضری وغیرہ، اعتکاف کی حالت میں اگرچہ ان کاموں کو نہیں کر سکتا لیکن اس قسم کے اعمال کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔

[4]: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَاوِرُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ وَيَقُولُ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ.

(صحیح البخاری: رقم الحدیث 2017)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے کہ لیلۃ القدر کو رمضان کی آخری راتوں میں تلاش کیا کرو۔

فائدہ: اعتکاف سے مقصود لیلۃ القدر کو پانا ہے جس کی فضیلت ہزار مہینوں سے زیادہ ہے۔ نیز اس حدیث میں لیلۃ القدر کو تلاش کرنے کیلیے آخری عشرہ کا اہتمام بتایا گیا ہے جو دیگر احادیث کی رو سے اس عشرہ کی طاق راتیں ہیں۔ لہٰذا بہتر تو یہی ہے کہ اس آخری عشرہ کی ساری راتوں میں بیداری کا اہتمام کرنا چاہیے ورنہ کم از کم طاق راتوں کو تو ضرور عبادت میں گزارنا چاہیے۔

## مسائل اعتکاف

### اعتکاف کی تین اقسام:

**1: اعتکافِ واجب**

اعتکاف واجب وہ ہے جو منت ماننے سے واجب ہو گیا ہو یا کسی مسنون اعتکاف کے توڑ دینے سے اس کی قضا واجب ہو گئی ہو۔

**2:اعتکافِ سنت**

اعتکافِ سنت وہ ہے جو صرف رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں کیا جاتا ہے۔

**3:اعتکاف نفل**

اس کے لیے خاص مدت اور خاص زمانہ کا ہونا ضروری نہیں اور نہ ہی روزہ رکھنا ضروری ہے۔

## اعتکافِ سنت کے چند ضروری مسائل:

ماہِ رمضان کے آخری عشرہ میں کیا جانے والا اعتکاف "سنت مؤکدہ علی الکفایہ" ہے، یعنی بڑے شہروں کے محلے کی کسی ایک مسجد میں اور گاؤں دیہات کی پوری بستی کی کسی ایک مسجد میں کوئی ایک آدمی بھی اعتکاف کرے گا تو سنت سب کی طرف سے ادا ہو جائے گی۔ اگر کوئی بھی اعتکاف نہ کرے تو سب گنہگار ہوں گے۔

اس اعتکاف کے چند مسائل یہ ہیں:

**مسئلہ 1:** رمضان کے سنت اعتکاف کا وقت بیسواں روزہ پورا ہونے کے دن غروبِ آفتاب سے شروع ہوتا ہے اور عید کا چاند نظر آنے تک رہتا ہے۔ معتکف کو چاہیے کہ وہ بیسویں دن غروبِ آفتاب سے پہلے اعتکاف والی جگہ پہنچ جائے۔

**مسئلہ 2:** جس محلے یا بستی میں اعتکاف کیا گیا ہے، اس محلے اور بستی والوں کی طرف سے سنت ادا ہو جائے گی اگرچہ اعتکاف کرنے والا دوسرے محلے کا ہو۔

**مسئلہ 3:** آخری عشرے کے چند دن کا اعتکاف، اعتکافِ نفل ہے، سنت نہیں۔

**مسئلہ 4:** عورتوں کو مسجد کے بجائے اپنے گھر میں اعتکاف کرنا چاہیے۔

**مسئلہ 5:** سنت اعتکاف کی دل میں اتنی نیت کافی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا کیلیے رمضان کے آخری عشرے کا مسنون اعتکاف کرتا ہوں۔

**مسئلہ 6:** کسی شخص کو اجرت دے کر اعتکاف بٹھانا جائز نہیں۔

**مسئلہ 7:** مسجد میں ایک سے زائد لوگ اعتکاف کریں تو سب کو ثواب ملتا ہے۔

**مسئلہ 8:** مسنون اعتکاف کی نیت بیس تاریخ کے غروبِ شمس سے پہلے کر لینی چاہیے، اگر کوئی شخص وقت پر مسجد میں داخل ہو گیا لیکن اس نے اعتکاف کی نیت نہیں کی اور سورج غروب ہو گیا تو پھر نیت کرنے سے اعتکاف سنت نہیں ہو گا۔

**مسئلہ 9:** اعتکافِ مسنون کے صحیح ہونے کے لیے مندرجہ ذیل چیزیں ضروری ہیں:

:1 مسلمان ہونا

:2 عاقل ہونا

:3 اعتکاف کی نیت کرنا

:4 مرد کا مسجد میں اعتکاف کرنا

:5 مرد اور عورت کا جنابت یعنی غسل واجب ہونے والی حالت سے پاک ہونا (یہ شرط اعتکاف کے جائز ہونے کیلیے ہے لہذا اگر کوئی شخص حالت جنابت میں اعتکاف شروع کر دے تو اعتکاف تو صحیح ہو جائے گا لیکن یہ شخص گناہگار ہو گا)

:6 عورت کا حیض ونفاس سے خالی ہونا

:7 روزے سے ہونا (اگر اعتکاف کے دوران کوئی ایک روزہ نہ رکھ سکے یا کسی وجہ سے روزہ ٹوٹ جائے تو مسنون اعتکاف بھی ٹوٹ جائے گا۔)

10: جس شخص کے بدن سے بدبو آتی ہو یا ایسا مرض ہو جس کی وجہ سے لوگ تنگ ہوتے ہوں تو ایسا شخص اعتکاف میں نہ بیٹھے البتہ اگر بدبو تھوڑی ہو جو خوشبو وغیرہ سے دور ہو جائے اور لوگوں کو تکلیف نہ ہو، تو جائز ہے۔

## اعتکاف کی حالت میں جائز کام:

1. کھانا پینا (بشرطیکہ مسجد کو گندا نہ کیا جائے)
2. سونا
3. ضرورت کی بات کرنا
4. اپنا یا دوسرے کا نکاح یا کوئی اور عقد کرنا
5. کپڑے بدلنا
6. خوشبو لگانا
7. تیل لگانا
8. کنگھی کرنا (بشرطیکہ مسجد کی چٹائی اور قالین وغیرہ خراب نہ ہوں)
9. مسجد میں کسی مریض کا معائنہ کرنا نسخہ لکھنا یا دوا بتادینا لیکن یہ کام بغیر اجرت کے کرے تو جائز ہیں ورنہ مکروہ ہیں۔
10. برتن وغیرہ دھونا۔
11. ضروریات زندگی کیلیے خرید وفروخت کرنا بشرطیکہ سودا مسجد میں نہ لایا جائے، کیونکہ مسجد کو باقاعدہ تجارت گاہ بنانا جائز نہیں۔
12. عورت کا اعتکاف کی حالت میں بچوں کو دودھ پلانا۔
13. معتکف کا اپنی نشست گاہ کے اردگرد چادریں لگانا۔
14. معتکف کا مسجد میں اپنی جگہ بدلنا۔
15. بقدر ضرورت بستر، صابن، کھانے پینے کے برتن، ہاتھ دھونے کے برتن اور مطالعہ کیلیے دینی کتب مسجد میں رکھنا۔

## ممنوعات ومکروہات:

1. بلاضرورت باتیں کرنا۔
2. اعتکاف کی حالت میں فحش یا بے کار اور جھوٹے قصے کہانیوں یا اسلام کے خلاف مضامین پر مشتمل لٹریچر تصویر دار اخبارات ورسائل یا اخبارات کی جھوٹی خبریں مسجد میں لانا، رکھنا، پڑھنا، سننا۔
3. ضرورت سے زیادہ سامان مسجد میں لاکر بکھیر دینا۔
4. مسجد کی بجلی، گیس اور پانی وغیرہ کا بے جا استعمال کرنا۔
5. مسجد میں سگریٹ، بیڑی وحقہ پینا۔

اجرت کے ساتھ حجامت بنانا اور بنوانا، لیکن اگر کسی کو حجامت کی ضرورت ہے اور بغیر معاوضہ کے بنانے والا میسر نہ ہو تو ایسی صورت اختیار کی جا سکتی ہے کہ حجامت بنانے والا مسجد سے باہر رہے اور معتکف مسجد کے اندر۔

## حاجاتِ طبعیہ:

پیشاب، پاخانہ اور استنجے کی ضرورت کیلیے معتکف کو باہر نکلنا جائز ہے، جن کے مسائل مندرجہ ذیل ہیں:

1. پیشاب، پاخانہ کیلیے قریب ترین جگہ کا انتخاب کرنا چاہیے۔

2. اگر مسجد سے متصل بیت الخلاء بنا ہوا ہے اور اسے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے تو وہیں ضرورت پوری کرنی چاہیے اور اگر ایسا نہیں ہے تو دور جا سکتا ہے، چاہے کچھ دور جانا پڑے۔

3. اگر بیت الخلاء مشغول ہو تو انتظار کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، البتہ فارغ ہونے کے بعد ایک لمحہ بھی وہاں ٹھہرنا جائز نہیں۔

4. قضاء حاجت کیلیے جاتے وقت یا واپسی پر کسی سے مختصر بات چیت کرنا جائز ہے، بشرطیکہ اس کیلیے ٹھہرنا نہ پڑے۔

## واجب غسل کے لیے

اگر کسی معتکف پر غسل واجب ہو جائے تو غسل کرنے کی ضرورت کیلیے معتکف کو باہر نکلنا جائز ہے جن کے مسائل مندرجہ ذیل ہیں:

1: معتکف کو دن یا رات میں احتلام ہو جائے تو اعتکاف پر کوئی اثر نہیں پڑتا

2: اگر مسجد کا کوئی غسل خانہ موجود ہے تو اس میں غسل کرنا چاہیے لیکن اگر مسجد کا غسل خانہ نہیں ہے یا اس میں غسل کرنا کسی وجہ سے ممکن نہیں مثلاً مسجد میں پانی کے گرنے کا خطرہ ہے تو اس صورت میں باہر جانا جائز ہے۔

3: سردیوں میں احتلام ہو جائے، مسجد میں گرم پانی کا انتظام نہ ہو اور ٹھنڈے پانی سے نقصان کا اندیشہ ہو تو معتکف تیمم کرے، مسجد میں رہے اور اپنے گھر اطلاع کرے تاکہ پانی گرم ہو جائے۔ اگر قرب و جوار میں کوئی گرم حمام ہو تو وہاں جا سکتا ہے ہوسکے تو وہاں بھی پہلے اطلاع کر دے اور فوراً غسل کر کے آ جائے۔

## وضو کرنے کے لیے

وضو کی ضرورت کیلیے معتکف باہر نکل سکتا ہے چند مسائل یہ ہیں:

1: اگر مسجد میں وضو کرنے کی ایسی جگہ موجود ہے کہ معتکف تو مسجد میں رہے اور وضو کا پانی مسجد سے باہر گرے تو مسجد سے باہر نکلنا جائز نہیں اور اگر ایسی جگہ موجود نہیں ہے تب وضو کیلیے کسی قریبی جگہ جانا جائز ہے۔

2: نماز فرض، سنت، نفل، سجدہ تلاوت اور قرآن کریم کو چھونے کیلیے وضو کی غرض سے باہر جا سکتا ہے کیونکہ ان سب چیزوں کیلیے وضو ضروری ہے البتہ صرف تسبیح ذکر، درود شریف وغیرہ پڑھنے کی غرض سے وضو کرنے کیلیے مسجد سے باہر جانا جائز نہیں کیونکہ ان چیزوں کیلیے وضو ضروری نہیں۔

3: اگر پہلے سے وضو ہے تو تازہ وضو کرنے کیلیے مسجد سے باہر جانا جائز نہیں۔

## کھانے پینے کی ضروری اشیا باہر سے لانے کے لیے

1: کھانا پانی لانے کیلیے کوئی میسر نہ ہو تو اس غرض سے باہر جانا جائز ہے۔

2: ایسے وقت میں کھانا لینے کیلیے جائے جب اسے کھانا تیار مل جائے لیکن اگر گھر میں جا کر اسے معلوم ہو کہ کھانے میں کچھ دیر ہے تو مختصر انتظار کر سکتا ہے۔

3: اگر کھانا لانے کی ذمہ کسی کی لگا دی گئی ہے، لیکن اتفاق سے وہ نہیں آیا تب بھی کھانا لانے کے لیے باہر جا سکتا ہے۔

## جمعہ کی نماز کیلیے

1: بہتر ہے کہ ایسی مسجد میں اعتکاف کیا جائے جس میں نمازِ جمعہ ہوتی ہو، لیکن اگر کسی مسجد میں جمعہ نہیں ہوتا تو دوسری مسجد میں جمعہ پڑھنے کیلیے جا سکتا ہے۔ البتہ اس غرض کیلیے ایسے وقت میں نکلے جب اسے اندازہ ہو کہ جمعہ کی جگہ پہنچ کر چار رکعت سنت ادا کرنے کے فوراً بعد خطبہ شروع ہو جائے گا۔

2: کسی مسجد میں جمعہ پڑھنے کیلیے گیا تو فرض پڑھنے کے بعد سنتیں بھی وہیں پڑھ سکتا ہے لیکن اس کے بعد ٹھہرنا جائز نہیں، تاہم اگر ضرورت سے زیادہ ٹھہرا تو چونکہ مسجد ہی میں ٹھہرا ہے اس لیے اعتکاف نہیں ٹوٹے گا۔

3: جمعہ کی نماز کے یہ احکام صرف مردوں کیلیے ہیں، عورتوں کیلیے نہیں کیونکہ عورتوں پر جمعہ واجب ہی نہیں۔ لہٰذا ان کو جمعہ کیلیے جانے کی نہ ضرورت ہے اور نہ ان کیلیے جائز ہے۔

## اذان دینے کیلئے

1: اگر کوئی مؤذن اعتکاف میں بیٹھے اور اسے اذان دینے کیلیے مسجد سے باہر جانا پڑے تو جا سکتا ہے، البتہ اذان کے بعد باہر نہ ٹھہرے۔

2: اگر اذان کی جگہ تک جانے کیلیے دو راستے ہوں ایک مسجد کی حد کے اندر سے اور دوسرا باہر سے تو اندر والے راستے سے جانا چاہیے۔

## مزید چند مسائل

اگر شرعی ضرورت کی وجہ سے باہر گیا اور واپس آتے ہوئے کوئی بیمار مل گیا اس کی چلتے چلتے بیمار پرسی کرلی یا چلتے چلتے سلام کر لیا یا نمازِ جنازہ بالکل تیار تھی اس میں شامل ہو گیا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

# ﴿خواتین کا اعتکاف﴾

مرد کے لیے اپنے محلے کی مسجد میں اعتکاف کرنا اور عورت کے لیے اپنے گھر کی مخصوص جگہ میں اعتکاف کرنا افضل ہے۔

(الہدایہ: ج1 ص209)

[1]: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ﴾

(سورۃ البقرہ: 187)

ترجمہ: (اپنی بیویوں سے) مباشرت نہ کرو اس حال میں کہ تم نے مسجدوں میں اعتکاف کیا ہوا ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں امام ابو بکر احمد بن علی الرازی الحنفی المعروف بالجصاص (ت 370ھ) فرماتے ہیں:

وأما شرط اللبث في المسجد فإنه للرجال خاصة دون النساء.

(احکام القرآن للجصاص: ج1 ص333)

ترجمہ: (اعتکاف کے لیے) مسجد میں ٹھہرنے کی شرط صرف مردوں کے لیے نہ کہ عورتوں کے لیے۔

[2]: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ أَنْ يَعْتَكِفَ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ فَاسْتَأْذَنَتْهُ عَائِشَةُ فَأَذِنَ لَهَا وَسَأَلَتْ حَفْصَةُ عَائِشَةَ أَنْ تَسْتَأْذِنَ لَهَا فَفَعَلَتْ فَلَمَّا رَأَتْ ذٰلِكَ زَيْنَبُ ابْنَةُ جَحْشٍ أَمَرَتْ بِبِنَاءٍ فَبُنِيَ لَهَا قَالَتْ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى انْصَرَفَ إِلٰى بِنَائِهِ فَبَصُرَ بِالْأَبْنِيَةِ فَقَالَ: مَا هٰذَا؟ قَالُوا: بِنَاءُ عَائِشَةَ وَحَفْصَةَ وَزَيْنَبَ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: آلْبِرَّ أَرَدْنَ بِهٰذَا؟ مَا أَنَا بِمُعْتَكِفٍ، فَرَجَعَ فَلَمَّا أَفْطَرَ اعْتَكَفَ عَشْرًا مِنْ شَوَّالٍ.

(صحیح البخاری: رقم الحدیث 2045)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ میں رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کروں گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے (اعتکاف بیٹھنے کی) اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت مرحمت فرما دی۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آپ مجھے بھی اجازت دلا دیں! انہوں نے اجازت دلا دی۔ جب حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے دیکھا تو انہوں نے بھی خیمہ لگانے کا حکم دے دیا۔ چنانچہ ان کا خیمہ بھی لگا دیا گیا۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ کر اپنے خیمے کی طرف تشریف لے گئے تو بہت سارے خیموں کو دیکھ کر فرمانے لگے: یہ خیمے کیسے ہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ حضرت عائشہ، حضرت حفصہ اور حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہن نے لگائے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا انہوں نے اس سے نیکی کا ارادہ کیا ہے؟ اب میں اعتکاف نہیں کرتا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف سے باہر تشریف لے گئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر گزار چکے تو شوال کے مہینے میں دس دن اعتکاف کیا۔

شمس الائمہ امام محمد بن احمد بن ابی سہل السرخسی (ت 483ھ) احناف کا موقف بیان کرتے ہوئے اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں:

وَلَا تَعْتَكِفُ الْمَرْأَةُ إلَّا فِي مَسْجِدِ بَيْتِهَا..... وَفِي الْحَدِيثِ أَنَّ «النَّبِيَّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - لَمَّا أَرَادَ الِاعْتِكَافَ أَمَرَ بِقُبَّةٍ فَضُرِبَتْ فِي الْمَسْجِدِ فَلَمَّا دَخَلَ الْمَسْجِدَ رَأَى قِبَابًا مَضْرُوبَةً فَقَالَ: لِمَنْ هَذِهِ فَقِيلَ لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ فَغَضِبَ وَقَالَ: آلْبِرَّ يُرِدْنَ بِهِنَّ وَفِي رِوَايَةٍ يُرِدْنَ بِهَذَا، وَأَمَرَ بِقُبَّتِهِ فَنُقِضَتْ فَلَمْ يَعْتَكِفْ فِي ذَلِكَ الْعَشْرِ» فَإِذَا كَرِهَ لَهُنَّ الِاعْتِكَافَ فِي الْمَسْجِدِ مَعَ أَنَّهُنَّ كُنَّ يَخْرُجْنَ إلَى الْجَمَاعَةِ فِي ذَلِكَ الْوَقْتِ، فَلَأَنْ يُمْنَعْنَ فِي زَمَانِنَا أَوْلَى.

(المبسوط للسرخسی: ج3 ص119 باب الاعتکاف)

ترجمہ: عورت اپنے گھر کی مسجد (جو اس نے نماز کے لیے مخصوص کی ہے) کے علاوہ کہیں اور اعتکاف نہ کرے... حدیث میں آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اعتکاف کرنے کا ارادہ فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں ایک خیمہ لگانے کا حکم دیا۔ خیمہ لگا دیا گیا۔ پھر جب آپ مسجد میں داخل ہوئے تو وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید کئی خیمے دیکھے تو پوچھا کہ یہ خیمے کس کے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا کہ یہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما کے خیمے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا اور ارشاد فرمایا: کیا تم اس سے نیکی کا ارادہ کرتی ہو؟ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سارے خیمے اکھاڑنے کا حکم دیا اور اس عشرہ میں اعتکاف نہیں فرمایا۔ تو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے لیے مسجد میں اعتکاف کرنے کو ناپسند فرمایا باوجود اس بات کے کہ اس زمانہ میں عورتیں نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں جایا کرتی تھیں تو اس میں زمانہ میں بدرجہ اولیٰ انہیں مسجد میں اعتکاف سے منع کیا جائے گا۔

## [۳]: متفرقات

## ﴿شوال کے چھ روزے﴾

رمضان المبارک کے روزوں اور عید الفطر کے بعد شوال کے چھ روزے رکھنے کی احادیث میں بہت فضیلت اور ترغیب آئی ہے۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ، ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ.

(صحیح مسلم: کتاب الصیام، باب استحباب صوم ستۃ ایام من شوال)

ترجمہ: حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے رمضان کے روزے رکھے، پھر اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو یہ پورے زمانے کے روزے رکھنے کی طرح ہے۔

ایک دوسری حدیث میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَسِتًّا مِنْ شَوَّالٍ فَكَأَنَّمَا صَامَ السَّنَةَ كُلَّهَا.

(مسند احمد: رقم الحدیث 14302)

کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جس نے رمضان کے روزے رکھے اور شوال کے چھ روزے رکھے تو گویا اس نے پورے سال کے روزے رکھے۔

پہلی حدیث میں شوال کے چھ روزے رکھنے کو "پورے زمانے کے روزے" اور دوسری حدیث میں "پورے سال کے روزے" رکھنے کی مانند قرار دیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان جب رمضان المبارک کے پورے مہینے کے روزے رکھتا ہے تو بقاعدہ "الحسنة بعشر امثالها" (ایک نیکی کا کم از کم اجر دس گناہ ہے) اس ایک مہینے کے روزے دس مہینوں کے برابر بن جاتے ہیں۔ اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے جائیں تو یہ دو مہینے کے روزوں برابر ہو جاتے ہیں، گویا رمضان اور اس کے بعد چھ روزے شوال میں رکھنے والا پورے سال کے روزوں کا مستحق بن جاتا ہے۔ اس سے مذکورہ حدیث کا مطلب واضح سمجھ میں آتا ہے کہ "گویا اس نے پورے سال کے روزے رکھے"، نیز اگر مسلمان کی زندگی کا یہی معمول بن جائے کہ وہ رمضان کے ساتھ ساتھ شوال کے روزوں کو بھی مستقل رکھتا ہے تو یہ ایسے ہے جیسے اس نے پوری زندگی روزوں کے ساتھ گزاری ہو۔ اس توجیہہ سے حدیث مذکور کا مضمون "یہ پورے زمانے کے روزے رکھنے کی طرح ہے" بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ لہذا کوشش کرنی چاہیے کہ اس فضیلت کو حاصل کر لیا جائے۔

## چند مسائل:

1: اگر کسی کے ذمہ؛ رمضان کے روزے ہوں تو احتیاطا پہلے ان روزوں کی قضاء کی جائے، بعد میں شوال کے بقیہ دنوں میں ان چھ روزوں کو رکھا جائے۔

(نہایۃ المحتاج: ج10 ص310 باب فی صوم التطوع)

2: شوال کے یہ چھ روزے عید کے فوراً بعد رکھنا ضروری نہیں بلکہ عید کے دن کے بعد جب بھی چاہے رکھ سکتے ہیں۔ بس اس بات کا اہتمام کر لیا جائے کہ ان چھ روزوں کی تعداد شوال میں مکمل ہو جانی چاہیے۔

(شرح النقایۃ: ج2 ص215 الایام التی یستحب صومها)

# سجدہ تلاوت کے مسائل

قرآن منبع ہدایت ہے، جب اس کی تلاوت تمام آداب، شرائط اور اس کے حقوق ادا کر کے نہایت غور و خوض سے کی جائے تو اللہ تعالی ہدایت عطا فرماتے ہیں اور علم و حکمت کے دریا بہا دیتے ہیں۔ قرآن کریم کی تلاوت کے احکام میں سے ایک حکم سجدہ تلاوت بھی ہے کہ بعض متعین آیات کریمہ کی تلاوت کرنے اور سننے کے بعد سجدہ کرنا واجب ہو تا ہے۔

## سجدہ تلاوت کا طریقہ:

**مسئلہ 1:** سجدہ تلاوت کرنے کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں چلا جائے اور اللہ اکبر کہتے وقت ہاتھ نہ اٹھائے، سجدہ میں کم از کم تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہہ کر اللہ اکبر کہتے ہوئے سر اٹھالے۔ بس سجدہ تلاوت ادا ہو گیا۔

**مسئلہ 2:** بہتر یہ ہے کہ کھڑے ہو کر بغیر ہاتھ اٹھائے پہلے اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں جائیں اور تین مرتبہ سبحان ربی الاعلیٰ کہیں پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے کھڑے ہو جائیں، ورنہ بیٹھ کر اللہ اکبر کہہ کے سجدہ میں جائیں تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہیں اور اللہ اکبر کہہ کے بیٹھ جائیں، آپ کا سجدہ تلاوت ادا ہو گیا۔

## سجدہ تلاوت کے متفرق مسائل:

**مسئلہ 1:** سجدہ کی آیت پڑھنے اور سننے والے دونوں پر سجدہ کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ چاہے سننے والا قرآن شریف کے سننے کی غرض سے بیٹھا ہو یا کسی اور کام میں مشغول ہو اور بغیر ارادہ کے آیتِ سجدہ سن لی ہو، اس لیے بہتر یہ ہے کہ تلاوت کرنے والا سجدہ کی آیت کو آہستہ پڑھے تا کہ کسی اور پر سجدہ واجب نہ ہو۔

**مسئلہ 2:** اگر نماز میں سجدہ کی آیت پڑھی مگر نماز ہی میں سجدہ تلاوت ادا نہ کیا تو نماز کے بعد سجدہ کرنے سے سجدہ تلاوت ادا نہ ہو گا اور وہ شخص گناہ گار ہو گا اب سوائے توبہ استغفار کے اور کوئی صورت نہیں۔

**مسئلہ 3:** امام صاحب سجدہ کی آیت بھول گئے اور مقتدی نے پڑھ کر لقمہ دیا اور امام نے وہ آیت پڑھ کر سجدہ تلاوت کیا تو بس یہ ایک سجدہ ہی کافی ہے الگ الگ دو سجدے کرنا واجب نہیں۔

**مسئلہ 4:** نماز میں اگر کوئی شخص آیت سجدہ پڑھے تو فوراً سجدہ کرنا واجب ہے اگر چھوٹی تین آیتیں یا ایک لمبی آیت پڑھ کے سجدہ تلاوت کیا تو آخر میں سجدہ سہو کرنا واجب ہے اگر تین چھوٹی آیات سے کم تلاوت کر کے ہی سجدہ تلاوت کر لیا تو سجدہ سہو واجب نہیں۔

**مسئلہ 5:** تراویح میں سجدہ تلاوت کا اعلان کرنا ضروری نہیں ہے۔ اگر اعلان کرے تو منع بھی نہیں لیکن اعلان کرنے کو لازم نہ سمجھا جائے کیونکہ خیر القرون میں سلف وصالحین سے اعلان کرنا ثابت نہیں۔ ہاں اگر مقتدیوں کی نماز میں تشویش پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تو اعلان کر دینا بہتر ہے۔

**مسئلہ 6:** جس رکعت میں آیت سجدہ پڑھی ہے اس رکعت میں سجدہ کرنا بھول گیا ہے تو دوسری یا تیسری رکعت میں جب بھی یاد آجائے فوراً سجدہ کر لے اور آخر میں سجدہ سہو بھی کر لے۔

**مسئلہ 7:** بغیر وضو کے سجدہ تلاوت کرنا جائز نہیں۔

**مسئلہ 8:** اگر ایک آیتِ سجدہ تلاوت کی ہے یا سنی ہے تو صرف ایک سجدہ ادا کیا جائے۔ ایک سے زائد نہیں۔

**مسئلہ 9:** اگر کئی آیات سجدہ تلاوت کی ہیں یا سنی ہیں تو جتنی تعداد آیات سجدہ کی ہے اتنے ہی سجدے ادا کیے جائیں۔ مثلاً اگر 5 آیات سجدہ تلاوت کی ہیں یا سنی ہیں تو صرف 5 سجدے ہی ادا کیے جائیں۔

**مسئلہ 10:** فوراً اسی وقت سجدہ کرنا ضروری نہیں لیکن مستحب یہ ہے کہ وضو ہو تو اس وقت سجدہ کر لے شاید بعد میں یاد نہ رہے۔

**مسئلہ 11:** جو چیزیں نماز کے لیے شرط ہیں وہ سجدہ تلاوت کے لیے بھی شرط ہیں، مثلاً وضو کا ہونا، جگہ کا پاک ہونا، بدن اور کپڑے کا پاک ہونا، قبلہ کی طرف رخ کرنا، وغیرہ

**مسئلہ 12:** اگر کسی عورت نے حیض یا نفاس کی حالت میں کسی سے آیت سجدہ سن لی اس پر سجدہ تلاوت واجب نہیں ہوا اور اگر ایسی حالت میں آیت سجدہ سنی کہ مدت حیض یا مدت نفاس پوری ہو چکی تھی لیکن ابھی غسل نہیں کیا تھا تو اب سجدہ تلاوت اس پر واجب ہو چکا ہے غسل کے بعد ادا کرنا ضروری ہے۔

**مسئلہ 13:** نماز پڑھنے کے دوران کسی اور شخص سے سجدہ کی آیت سنی تو نماز میں سجدہ نہ کیا جائے بلکہ نماز مکمل کر لینے کے بعد سجدہ ادا کریں۔ اگر نماز ہی میں سجدہ تلاوت ادا کیا تو وہ سجدہ ادا نہیں ہو گا دوبارہ کرنا پڑے گا اور گناہ بھی ہو گا۔

**مسئلہ 14:** سجدہ کی کوئی آیت پڑھی اور سجدہ نہیں کیا، پھر اسی جگہ نماز کی نیت کی وہی آیت نماز میں پڑھی اور نماز میں سجدہ تلاوت کیا تو یہی سجدہ تلاوت کافی ہے، دونوں سجدے ادا ہو جائیں گے البتہ اگر جگہ بدل گئی ہو تو دوسرا سجدہ کرنا واجب ہو گا۔

**مسئلہ 15:** اگر کوئی شخص کسی امام سے آیت سجدہ سننے کے بعد اس کی اقتداء کرے تو اس کو امام کے ساتھ سجدہ کرنا چاہیے اور اگر امام سجدہ کر چکا ہو تو دو صورتیں ہیں:

**پہلی صورت:** جس رکعت میں امام نے آیت سجدہ تلاوت کی ہو، وہی رکعت اس کو اگر مل جائے تو اس کو سجدہ کرنے کی ضرورت نہیں اس

رکعت کے مل جانے سے یہ سمجھا جائے گا کہ وہ سجدہ مل گیا۔

**دوسری صورت:** وہ رکعت نہ ملے تو نماز پوری کرنے کے بعد سجدہ کرنا واجب ہے۔

**مسئلہ 16:** امام صاحب سجدہ کی آیت بھول گئے اور مقتدی نے پڑھ کر لقمہ دیا ہے اور امام وہ آیت پڑھ کر سجدہ تلاوت کیا تو یہ سجدہ کافی ہے تو اس صورت میں دو سجدے واجب نہیں ہیں۔

**مسئلہ 17:** اگر آیت سجدہ کی تلاوت کے فوراً بعد یا دو تین آیات پڑھ کر رکوع کیا اور اس میں نیت سجدہ تلاوت کر لی تو سجدہ تلاوت ادا ہو جائے گا اور مقتدیوں کی بھی نیت کرنے کی ضرورت ہے بغیر نیت کے ان کے ذمہ سے سجدہ تلاوت ادا نہ ہو گا اور تین آیات سے زیادہ تلاوت کر لی تو اب رکوع میں نیت کرنے سے سجدہ تلاوت ادا نہ ہو گا۔

**مسئلہ 18:** اگر کسی آدمی کے ذمہ میں بہت سارے سجدہ تلاوت باقی رہ گئے اور اب بیماری کی وجہ سے زمین پر سجدہ کرنے پر قادر نہیں رہا تو اب وہ جس طرح نماز کا سجدہ اشارہ سے کرتا ہے، سجدہ تلاوت کا سجدہ بھی اسی طرح اشارہ سے کرنے سے ادا ہو جائے گا، اس کے بجائے فدیہ دینا کافی نہیں اور تاخیر کی وجہ سے توبہ واستغفار لازم ہے

**مسئلہ 19:** آیت سجدہ کا ایک جز بھی تلاوت کر لیا تو سجدہ کرنا واجب ہو جاتا ہے اگرچہ پوری آیت تلاوت نہ کی ہو۔

**مسئلہ 20:** اگر مکروہ اوقات میں یعنی طلوع آفتاب غروب شمس اور زوال کے وقت آیت سجدہ کی تلاوت کی گئی تو ان اوقات میں سجدہ تلاوت کرنا جائز ہے مگر مکروہ تنزیہی ہے، افضل اور بہتر یہ ہے کہ مکروہ اوقات نکل جانے کے بعد سجدہ کرے اور اگر آیت سجدہ کی تلاوت ان وقتوں علاوہ کسی اور وقت میں کی گئی تو اس کا سجدہ ان تین مکروہ وقتوں میں کرنا ٹھیک نہیں بلکہ مکروہ وقت سے پہلے یا بعد میں کیا جائے۔

## سجدہ تلاوت کی تعداد:

| نمبر شمار | پارہ نمبر | سورت کا نام | آیت نمبر | نمبر شمار | پارہ نمبر | سورت کا نام | آیت نمبر |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 1 | 9 | اعراف | 206 | 8 | 19 | نمل | 26 |
| 2 | 13 | رعد | 15 | 9 | 21 | سجدہ | 15 |
| 3 | 14 | نحل | 50 | 10 | 23 | ص | 24 |
| 4 | 15 | بنی اسرائیل | 109 | 11 | 24 | حم سجدہ | 38 |
| 5 | 16 | مریم | 58 | 12 | 27 | نجم | 62 |
| 6 | 17 | حج | 18 | 13 | 30 | انشقاق | 21 |
| 7 | 19 | فرقان | 60 | 14 | 30 | علق | 19 |

**نوٹ:** احناف کے ہاں سورۃ حج میں پہلا سجدہ تلاوت کا ہے دوسرا نہیں، جبکہ شوافع کے ہاں سورۃ حج میں دو سجدے ہیں اور سورۃ ص والا سجدہ شکر ہے سجدہ تلاوت نہیں۔

# قضائے عمری کا مسئلہ

اگر کسی شخص کی نماز رہ جائے تو اھل السنۃ والجماعۃ کے ہاں اس شخص کے لیے حکم یہ ہے کہ وہ اس نماز کی قضاء کرے۔ بعض لوگ اس مسئلہ میں افراط اور تفریط کا شکار ہو گئے ہیں۔ ایک گروہ کا یہ کہنا ہے کہ قضاء شدہ نمازوں کو ادا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، محض توبہ کر لی جائے تو کافی ہے۔ جبکہ دوسری طرف بعض اہل بدعت نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ رمضان المبارک کے آخری جمعہ کو "قضائے عمری" کے نام سے صرف چار رکعتیں ادا کر لینے سے ساری عمر کی نمازیں ادا ہو جائیں گی۔

اھل السنۃ والجماعۃ کے ہاں قضاء شدہ نمازیں نہ تو محض توبہ سے ذمہ سے ساقط ہوتی ہیں اور نہ رمضان المبارک کے آخری جمعہ کو چار رکعات کی مخصوص نماز کو ادا کر لینے سے ساری نمازیں ادا ہوتی ہیں بلکہ قضاء شدہ نمازوں کو ادا کرنا ضروری ہے۔

چند دلائل پیشِ خدمت ہیں۔

1: عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَهَا لَا كَفَّارَةَ لَهَا إِلَّا ذٰلِكَ.

(صحیح البخاری: رقم الحدیث 597)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص نماز بھول جائے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ جب بھی اس کو یاد آئے تو اسے پڑھ لے، اس کے علاوہ اس کا کوئی کفارہ نہیں ہے۔

2: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ نَسِيَ صَلَاةً أَوْ نَامَ عَنْهَا فَكَفَّارَتُهَا أَنْ يُصَلِّيَهَا إِذَا ذَكَرَهَا.

(صحیح مسلم: رقم الحدیث 684)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص نماز پڑھنا بھول جائے یا سو تا رہ جائے (اور نماز کا وقت نکل جائے) تو اس کا کفارہ یہی ہے کہ جب اسے یاد آجائے تو نماز پڑھ لے۔

علامہ محی الدین ابو زکریا یحییٰ بن شرف النووی (ت 676ھ) اس روایت کی تشریح میں لکھتے ہیں:

فِيهِ وُجُوب قَضَاء الْفَرِيضَة الْفَائِتَة سَوَاء تَرَكَهَا بِعُذْرٍ كَنَوْمٍ وَنِسْيَان أَوْ بِغَيْرِ عُذْر۔

(شرح مسلم للنووی: ج1 ص231)

ترجمہ: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جس شخص کی نماز فوت ہو جائے اس کی قضاء اس پر ضروری ہے خواہ وہ نماز کسی عذر کی وجہ سے رہ گئی ہو جیسے نیند اور بھول یا بغیر عذر کے چھوٹ گئی ہو۔

3: عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يَرْقُدُ عَنِ الصَّلَاةِ أَوْ يَغْفُلُ عَنْهَا قَالَ: "كَفَّارَتُهَا أَنْ يُصَلِّيَهَا إِذَا ذَكَرَهَا."

(سنن النسائی: رقم الحدیث 613)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو نماز کے وقت میں سو جائے یا غفلت کی وجہ سے نماز چھوڑ دے (تو اس کا کیا حکم ہے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کا کفارہ یہی ہے کہ جب بھی اسے اپنی قضاء شدہ نماز یاد آئے تو وہ اسے پڑھ لے۔

4: عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ: إِنَّ الْمُشْرِكِينَ شَغَلُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَرْبَعِ صَلَوَاتٍ يَوْمَ الْخَنْدَقِ حَتّٰى ذَهَبَ مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللهُ فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَذَّنَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ

أَقَامَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعِشَاءَ.

(سنن الترمذی: رقم الحدیث 179)

ترجمہ: حضرت ابوعبیدہ بن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: غزوۂ خندق کے دن مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چار نمازیں پڑھنے سے روک دیا تھا یہاں تک رات کا جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا حصہ گذر گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا تو انہوں نے اذان دی اور پھر اقامت کہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھی، پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہی تو عصر کی نماز پڑھی، پھر اقامت کہی تو مغرب کی نماز پڑھی، پھر اقامت کہی تو عشاء کی نماز پڑھی۔

5: امام ابوعبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری (ت 256ھ) معروف تابعی حضرت ابراہیم بن یزید النخعی رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں:

وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ: مَنْ تَرَكَ صَلَاةً وَاحِدَةً عِشْرِينَ سَنَةً لَمْ يُعِدْ إِلَّا تِلْكَ الصَّلَاةَ الْوَاحِدَةَ.

(صحیح البخاری: ج 1 ص 84 باب من نسی صلاۃ فلیصل اذا ذکر)

ترجمہ: ابراہیم النخعی فرماتے ہیں کہ جس شخص نے ایک نماز چھوڑ دی تو اگر چہ بیس سال بھی گزر جائیں تو وہ شخص اسی قضاء شدہ نماز کو ادا کرے۔

6: علامہ زین الدین بن ابراہیم بن محمد المعروف ابن نجیم الحنفی (ت 970ھ) فرماتے ہیں:

فَالْأَصْلُ فيه أَنَّ كُلَّ صَلَاةٍ فَاتَتْ عن الْوَقْتِ بَعْدَ ثُبُوتِ وُجُوبِهَا فيه فإنه يَلْزَمُ قَضَاؤُهَا سَوَاءٌ تَرَكَهَا عَمْدًا أو سَهْوًا أو بِسَبَبِ نَوْمٍ وَسَوَاءٌ كانت الْفَوَائِتُ كَثِيرَةً أو قَلِيلَةً.

(البحر الرائق لابن نجیم الحنفی: ج 2 ص 141)

ترجمہ: اس بارے میں اصول یہ ہے کہ ہر وہ نماز جو کسی وقت میں واجب ہونے کے بعد رہ گئی ہو تو اس کی قضاء لازم ہے خواہ انسان نے وہ نماز جان بوجھ کر چھوڑی ہو یا بھول کر یا نیند کی وجہ سے نماز رہ گئی ہو، چھوٹ جانے والی نمازیں زیادہ ہوں یا کم ہوں (بہر حال قضا لازم ہے)

7: شیخ ابوعبد اللہ محمد بن عبد الرحمٰن الدمشقی العثمانی الشافعی (ت 780 او 800ھ) لکھتے ہیں:

و اتفقوا علی وجوب قضاء الفوائت.

(رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمۃ: 146)

ترجمہ: علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ فوت شدہ نمازوں کی قضاء کرنا ضروری ہے۔

## اہلِ بدعت کی دلیل:

اہلِ بدعت اپنے عمل پر یہ روایت پیش کرتے ہیں:

من قضی صلوۃ من الفرائض فی آخر جمعۃ من رمضان کان ذلک جابراً لکل صلوۃ فائتۃ فی عمرہ الی سبعین سنۃ.

## اس دلیل کا جواب:

ملا علی بن سلطان محمد القاری الھروی الحنفی (ت 1014ھ) فرماتے ہیں:

حَدِيثُ "مَنْ قَضٰى صَلَاةً مِنَ الْفَرَائِضِ فِي آخِرِ جُمُعَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ كَانَ ذٰلِكَ جَابِرًا لِكُلِّ صَلَاةٍ فَائِتَةٍ فِي عُمْرِهِ إِلٰى سَبْعِينَ سَنَةً" بَاطِلٌ قَطْعًا لِأَنَّهُ مُنَاقِضٌ لِلْإِجْمَاعِ عَلٰى أَنَّ شَيْئًا مِنَ الْعِبَادَاتِ لَا يَقُومُ مَقَامَ فَائِتَةٍ سَنَوَاتٍ.

(الاسرار الموضوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ: ص 242 رقم الحدیث 953)

ترجمہ: یہ روایت کہ "جو شخص رمضان کے آخری جمعہ میں ایک فرض نماز قضاء پڑھ لے تو ستر سال تک اس کی عمر میں جتنی نمازیں چھوٹی ہوں گی ان سب کی ادائیگی ہو جائے گی۔" یہ روایت قطعی طور پر باطل ہے اس لیے کہ یہ حدیث اجماع کے خلاف ہے کیونکہ اس بات پر اجماع ہے کہ کوئی بھی عبادت سالہا سال کی چھوٹی ہوئی نمازوں کے قائم مقام نہیں ہو سکتی۔